۲۸۶

مرثیہ

در حال سیّد الشہدا علیہ السلام

۱

گیہان خدیو و امنِ صبر و رضا حسینؑ — سلطانِ عرش پایۂ دینِ خدا حسینؑ
رہبرِ خدا و آئینۂ حق نما حسینؑ — مسجودِ خلق و قبلۂ اہلِ صفا حسینؑ
بیتِ خدا گھر آپ کا بے اختلاف ہے
اس گھر سے جو پھرا وہ خدا سے خلاف ہے

۲

نورِ نگاہِ احمدِ مختار ہے حسینؑ — کل انس و جاں کا سید و سردار ہے حسینؑ
دریائے قدس کا دُرِ شہوار ہے حسینؑ — سارے جہاں کا طالعِ بیدار ہے حسینؑ
ہم عاصیوں کی بس انھیں دَر سے نجات ہے
یا اُس کی ذاتِ پاک ہے یا اِن کی ذات ہے

۳

جانِ حبیبِ خالقِ اکبر حسینؑ ہے — نورِ نگاہِ حیدرِ صفدر حسینؑ ہے
مختارِ کارخانۂ داور حسینؑ ہے — روشن ہے جس سے عرش وہ اختر حسینؑ ہے
گردوں کو ہے قرار زمیں کو ثبات ہے
بے شک انھیں کی وجہ سے یہ کائنات ہے

www.emarsiya.com

۴

عالم ہے جسم جانِ دو عالم حسینؑ ہے — خیلِ ملائکہ سے مقدم حسینؑ ہے
سرتاجِ خلق و اشرفِ آدم حسینؑ ہے — توحید کے رموز کا محرم حسینؑ ہے
ثابت ہوا خدا بھی انھیں کے صفات سے
روحیں بھی حق شناس ہوئیں ان کی ذات سے

۵

طغرا نویسِ لوحِ شریعت حسینؑ ہے — آئینۂ جمالِ طریقت حسینؑ ہے
ابرِ عطا و سایۂ رحمت حسینؑ ہے — عالم میں آبروئے شہادت حسینؑ ہے
ہمت انھیں کی خلق میں سرتاج ہوگئی
اِن کے سبب سے صبر کو معراج ہوگئی

۶

رہبر حسینؑ خلق کا مشکل کشا حسینؑ — مفتیِ دینِ پاکِ نبی الوریٰ حسینؑ
سارے جہاں کا خلق میں حاجت روا حسینؑ — ہادیِ دیں، امامِ مبیں، پیشوا حسینؑ
حقا کہ جانِ خلق وہی روحِ پاک ہے
اکسیر جس کے روضۂ اقدس کی خاک ہے

۷

چشمِ نبی کا کون ہے تارا بجز حسینؑ — عصیاں کا کس کے ہاتھ ہے چارا بجز حسینؑ
ہمدم ہے اور کون ہمارا بجز حسینؑ — دونوں جہاں میں کس کا سہارا بجز حسینؑ
بھولیں گے ہم نہ عقدہ کشائی حسینؑ کی
محشر کے دن بھی دیں گے دہائی حسینؑ کی

www.emarsiya.com

مولا کی ذات رحمتِ حق ہے خدا گواہ	عالم کا دوست دار تو امت کا خیر خواہ
۸
خوشنود ہیں جو آپ تو خوشنود ہے الٰہ	ہم عاصیوں کو آپ کے سایے میں ہے پناہ
الفت ہو اِن کی کیوں نہ ہماری سرشت میں
لے جائے گا انھیں کا وسیلہ بہشت میں

سلطانِ شرع و خسروِ گیتی ستانِ دیں	شاہِ زماں، خدیوِ جہاں، قہرمانِ دیں
۹
مہرِ مبینِ دیں، قمرِ آسمانِ دیں	مصباحِ بزمِ دیں، خضرِ گمرہانِ دیں
شک دریا کا وہم تھا، وہ وہم بھی گیا
حضرت کے جان دینے سے اسلام جی گیا

حاضر ہیں نقدِ جاں لئے سر باز و جاں نثار	گاہک جہاں میں ہیں مرے یوسف کے بے شمار
۱۰
ہے اِن کا حُسن، حُسنِ حقیقی کا اعتبار	عاشق ہے اِن کے اسمِ گرامی کا کردگار
تھی جس قدر دلوں میں تمنا حصول تھی
لے کر جب اِن کا نام دعا کی قبول تھی

ہوگا نہ ہے نہ خلق میں ایسا ہوا امام	کافر بھی اعتقاد سے لیتا ہے اِن کا نام
۱۱
صبر و رضا میں آپ نے پایا ہے وہ مقام	منکر بھی اعتراف کرے جس کا لا کلام
سرگرم ہیں زمانے کی حاجت روائی میں
کیوں کر علم ہو نام نہ مشکل کشائی میں

www.emarsiya.com

یہ وہ حسینؑ ہے پسرِ شاہِ قلعہ گیر　زہرؑا کا چاند فخرِ رسل کا مہِ منیر
۱۲
جس کا ہوا نہ آج تلک خلق میں نظیر　روئیں گے تا بہ حشر جسے سب جوان و پیر
آجائیں راستے پہ جو طالب خدا کے ہیں
جس نے بتا دیا کہ یہ معنی رضا کے ہیں

مولا کی ذاتِ پاک پہ ایماں کو افتخار　قائم انھیں کے صبر سے اسلام کا وقار
۱۳
صبر و رضا کو آپ بناتے نہ گر شعار　ہوتے جہاں میں معترضِ اس دین کے بے شمار
جو مضطرب ہوں ظلم و جفا پر وہ اور ہیں
دل دادگانِ دوست کے دیکھو یہ طور ہیں

کس نے خدا کی راہ میں ایسے ستم سہے　اگلی کتابیں دیکھ کے آخر کوئی کہے
۱۴
ممکن نہیں کہ اتنی جفاؤں پہ چپ رہے　نالے کئے نہ اشک رخِ پاک پر بہے
کیا مرتبہ ہے عشق کا سب کو دکھا دیا
مولا نے گھر رضائے خدا پر لٹا دیا

مشہورِ خلق ہے کہ مصائب تھے جاں گسل　سن سن کے جن کو خون ہوئے انبیاؑ کے دل
۱۵
پتھر ہو موم آگ اگر ہو یہ مشتعل　تا مرگ ہر جفا پہ رہے آپ مستقل
تھا سامنا جناب کو سخت امتحان کا
دکھلا دیا جہاں کو شرف خاندان کا

www.emarsiya.com

١٦
لکھ لکھ کے خط بہ شوق و تمنا جسے بلائیں — صد حیف! اُس کے ساتھ عداوت سے پیش آئیں
سب مل کے اُس کے قتل پہ یوں آستیں چڑھائیں — وا حسرتا! غریب مسافر کو یوں ستائیں
بدلی ستم کی فوج کی مولا پہ چھا گئی
حیرت اِسی پہ ہے کہ قیامت نہ آگئی

١٧
گرمی کی فصل اور وہ سولہ پہر کی پیاس — حلقے پڑے تھے چشم میں چہرے بھی تھے اُداس
خالی کٹورے لے کے بچے کھڑے تھے پاس — اب آئے گا، اب آئے گا پانی یہی تھی آس
شعلے ستم کے بھڑکے ہوئے تھے جلانے کو
پانی کہاں تھا آگ لگی تھی زمانے کو

١٨
لاشوں پہ لاشیں لاتے تھے مقتل میں خود امام — خوں سے بھری ہوئی تھی نبی کی قبا تمام
مولا کو تھا رضائے الٰہی سے صرف کام — جاری تھی لب پہ حمدِ خداوندِ ذوالکرام
کیا بے کسی کا وقت تھا خالق کے نور پر
صدقے ہوں ہم غلاموں کی جانیں حضور پر

١٩
فضّہ پکارتی ہیں یہ در سے بہ اضطراب — پانی کہیں سے ڈھونڈھ کے لاؤ بصد شتاب
بچوں کی جانیں جاتی ہیں لوگو بغیر آب — اصغر کو آکے دیکھ لیں خیمے میں خود جناب
آثارِ مرگ چہرے سے اُن کے نمود ہیں
آنکھیں اُلٹ گئی ہیں مسوڑھے کبود ہیں

www.emarsiya.com

۲۰

قبضہ کے اضطراب پہ ہے غازیوں کو جوش — جاتا ہے جان دینے کو ایک ایک سرفروش
گھیرے ہوئے ہے چار طرف فوجِ کینہ کوش — ہے اُقتلوا الحسین کا ہر صف میں اک خروش
ہر سمت ابرِ ظلم و ستم ہے گھرا ہوا
سید سے بے سبب ہے زمانہ پھرا ہوا

۲۱

کیوں اے فلک نبی کے نواسے کا اور یہ حال — پتھر ستم کے اور رسولِ خدا کا لال
حق دار کون ہے یہ کسی کو نہ تھا خیال — سر پر سوار تھی طمعِ ملک و جاہ و مال
سچ ہے کہ ہر طرح سے نفوس اُن کے پاک تھے
گر چاہتے تو دم میں وہ ناری ہلاک تھے

۲۲

جانِ نبی کا خوب کیا قوم نے ادب — واحسرتا کہ مل کے ستاتے تھے سب کے سب
فریاد ہے کہ تھا تن تنہا وہ تشنہ لب — لاکھوں تھے قتل کرنے پہ آمادہ ہے غضب!
رکنِ رکین دینِ نبی کو گرا دیا
آخر گلے پہ ظلم کا خنجر پھرا دیا

۲۳

حدِ بیاں سے بڑھ کے ہیں شاہا ترے صفات — حقا کہ فرد دونوں جہاں میں ہے تیری ذات
ہنگامِ قتل کیا متزلزل تھے شش جہات — مولا مگر تھا تیرے قدم کو وہی ثبات
رخنہ خضوع میں تو دعا میں خلل نہ تھا
خنجر گلے پہ تھا مگر ابرو پہ بل نہ تھا

www.emarsiya.com

۲۴

تڑپا جو کھا کے ظلم کی برچھی جواں پسر　　پھر وہ پسر کہ جس کا تھا عاشق تمام گھر
یوسف جمال، نورِ نظر، پارۂ جگر　　جز شکر منہ سے کچھ نہ کہا آپ نے مگر
روکا نہ آپ کو قلق و اضطراب نے
برچھی کے پھل کو کھینچ لیا خود جناب نے

۲۵

کھینچا گلے سے اصغرِ مظلوم کے جو تیر　　رخصت ہوا جہاں سے جگر پارۂ صغیر
اس اپنی کارسازی پہ کیا خوش تھے وہ شریر　　دنیا میں آج تک نہیں اس ظلم کی نظیر
لکھا ہے یوں کہ آپ کا چہرہ اداس تھا
اپنا نہ تھا نزولِ بلا کا ہراس تھا

۲۶

امت کا دھیان آج تک ایسا کسے ہوا　　ہوتے تھے ذبح لب پہ مگر تھی یہی دعا
یارب بہ حقِ خونِ شہیدانِ کربلا　　امت کو بخش دے کہ نہایت ہے پُرخطا
قاتل پہ رحم کس نے کیا مشرقین میں
شیرِ خداؑ میں تھی یہ صفت یا حسینؑ میں

۲۷

اللہ رے شقاوتِ افواجِ نابکار　　گھوڑوں کے سُم سے لاشِ مقدس تھی فگار
ڈھانکے تھا تن بجائے کفن دشت کا غبار　　نیزے پہ سر تو خاک پہ عریاں تھا جسمِ زار
اپنی طرف سے سب نے عداوت تمام کی
بچتی کبھی جو لاش نہ ہوتی امام کی

www.emarsiya.com

لکھا ہے یوں کہ جب رفقا ہو چکے تمام
راہی ہوئے عدم کو عزیزانِ نیک نام
۲۸
قاسمؑ سا گلبدن نہ اکبرؑ سا لالہ فام
دریا پہ کام آ چکے عباسؑ تشنہ کام
اُس دم عجب ہجوم غم و درد و یاس تھا
لاشوں کا ڈھیر خیمۂ اقدس کے پاس تھا

طبلِ ظفر سے ہلتی تھی اُس دشت کی زمیں
آپس میں ہل رہے تھے بصد شوق اہلِ کیں
۲۹
دستِ دعا بلند کیے تھے امامِ دیں
آہستہ عرض کرتے تھے اے ربِ عالمیں
ہے جہل کا قصور کچھ ان کی خطا نہیں
یا رب ترے حسینؑ کو ان سے گلہ نہیں

ہے اہتمام قتل میں میرے انھیں فضول
معلوم ہے کہ خود مجھے جینا نہیں قبول
۳۰
تنہا پہ اس طرح کی چڑھائی ہے بے حصول
ڈرتا ہوں میں کہ ان پہ بلا کا نہ ہو نزول
تو رحم کر کہ باعثِ رنج و تعب نہ ہوں
میں قوم کی تباہی کا یا رب سبب نہ ہوں

سب نے یزید کو یہ خلافت کیا قبول
سلطانِ شرع کا ہے لقب بے اُسے حصول
۳۱
حیراں ہوں کہاں کا نکالا ہے یہ اصول
وا حسرتا! بنائیں اُسے نائبِ رسولؐ
نیکی کا اہلِ بیت کو اچھا صلا دیا
مجھکو تو سب نے غیر سے بدتر بنا دیا

www.emarsiya.com

۳۲
دینی یہ سلطنت ہے تو دیں دار ہو امام
افضل ہو زہد و علم میں سب سے وہ نیک نام
دینِ خدا کے ورنہ بگڑتے رہیں گے کام
مخفی نہیں یہ بات تو ظاہر ہے لا کلام
دینِ نبیؐ کا پاس ہے الجھن شدید ہے
روشن ہے سب پہ فاسق و فاجر یزید ہے

۳۳
بیعت ہو اس طرح کی نہ کیوں کر مرے خلاف
جب تک نہ جان دوں نہ کھلے گا یہ امر صاف
جاہل ہیں سب اسی لئے کرتا ہوں میں مصاف
یارب کبھی تو اس کا کریں گے یہ اعتراف
گھبرا کے خود کہیں کہ لکھا تھا نصیب کا
ناحق پہ ہم تھے حق تھا حسینؑ غریب کا

۳۴
پروا نہیں ہے کرے زمانہ اسے قبول
ممکن نہیں کہ اُس کو کہوں نائبِ رسولؐ
بدعت ہے یہ، نہ خاطرِ محزوں ہو کیوں ملول
بیعت کی پھر جو مجھ سے طلب ہے تو بے حصول
ظاہر ہے مومنوں پہ کہ میں حق نیوش ہوں
مٹ جائے گا یہ دین اگر اب خموش ہوں

۳۵
یارب عجب ہے کیا کہ کھچے عرصۂ دراز
پیدا ہو میرے قتل سے خود اِن کو امتیاز
کٹوا رہا ہوں کس لئے اپنا سرِ نیاز
کھل جائے تا کہ قوم پہ صبر و رضا کا راز
تا حشر پھر نہ ظلم و تعدی کا نام لے
ہر بات میں تمیز سے یہ قوم کام لے

www.emarsiya.com

www.emarsiya.com

۳۶

کیا چیز ہی یہ سر کہ ہو کٹنے کا جس کے ڈر
صدقے ہیں تیری راہ میں ایسے ہزار سر
خواہش بہشت کی نہ جہنم کا ہی خطر
یارب حسینؑ کی تری مرضی پہ ہے نظر
تیری رضا ہی ہے تو کچھ مجکو غم نہیں
یہ دشتِ جنگ بھی مجھے جنت سے کم نہیں

۳۷

ناحق خراب کرتے ہیں دینِ خدا کا نام
میں کہہ چکا کہ بیعتِ فسّاق ہے حرام
محکوم ایسے شخص کا ہو کس طرح امام
بے دینیوں سے جس کو ہمیشہ رہا ہو کام
حرمت نہ کی نبیؐ کی نہ پاس خدا کیا
اسلام کو تباہ کیا حیف کیا کیا

۳۸

میں بے کسی کی موت جو کرتا ہوں اختیار
ہے مدعا کہ دین میں پیدا ہو اعتبار
جس دین کا کہ صبر کے اوپر نہ ہو مدار
سمجھیں گے طالبانِ خدا اس کا کیا وقار
بے صبریاں کروں یہ محبت سے دور ہے
ہر بات میں تجھی پہ بھروسا ضرور ہے

۳۹

یارب عزیز ہوں کہ رفیقانِ غمگسار
بھائی کے دل رُبا کہ بہن کے ہوں گلعذار
فرزندِ نوجواں ہو کہ ہو طفلِ شیر خوار
کیا خوش نصیب تھے کہ ہوئے تجھ پہ سب نثار
معلوم ہو رہا ہے یہ میری نگاہ میں
کرتے ہیں انتظار مرا تیری راہ میں

مشغول تھے دعا میں شہِ آسماں سریر
لشکر سے آ رہے تھے علی الاتصال تیر
۴۰
پتھر بھی بڑھ کے پھینک رہے تھے کئی شریر
ڈوبا تھا خون میں وہ نبیؐ کا مہِ منیر
اُمڈی تھی فوج شیرِ الٰہی کے لال پر
روتی تھی بے کسی مرے سید کے حال پر

لاشوں پہ اُڑ کے پڑتا تھا جب دشت کا غبار
دامن سے پونچھ دیتے تھے جھک جھک کے بار بار
۴۱
یوں تو ہر ایک لاش کے مولا تھے غم گسار
افزوں تھا شیر خوار کی میت کا سب سے پیار
ریتی پہ یوں لٹا جو دیا تھا صغیر کو
دیکھا کبھی گلو کو کبھی زخمِ تیر کو

پڑتا جو تھا شہیدوں کی لاشوں پہ آفتاب
ہوتا تھا دیکھ دیکھ کے مولا کو اضطراب
۴۲
سایہ کسی جگہ تھا نہ ممکن کوئی حجاب
شرما کے اپنے سر کو جھکا لیتے تھے جناب
مصروف سب کی یاد میں وہ حق نیوش تھا
مولا کو ہر شہید کی الفت کا جوش تھا

لاشوں پہ اس طرح تھا شہِ دیں کو التفات
گویا کہ سب کے سب تھے وہ اموات ذی حیات
۴۳
سچ ہے شہیدِ راہِ خدا کو نہیں ممات
قرآں میں کہہ چکا ہے خداوندِ کائنات
پہونچے کچھ اور دُکھ نہ تنِ پاش پاش کو
جا جا کے دیکھ آتے تھے ایک ایک لاش کو

www.emarsiya.com

۴۴
زینبؑ تھیں ایک گوشے میں بالائے جانماز
مصروفِ بندگیِ خداوندِ کارساز
کرتی تھیں عرض خالقِ عالم سے دل کا راز
اللہ کے حضور جھکا تھا سرِ نیاز
دل سے جو شیفتہ شہِ کون و مکاں کی تھیں
امت کی مغفرت کی دعائیں زباں پہ تھیں

۴۵
اپنا تھا کچھ ملال نہ بیٹوں کا کچھ الم
دھڑکا یہ تھا قتل نہ ہوں سیدِ امم
تھی دخترِ بتولؑ جو یہ آسماں حشم
اللہ نے سرشت میں بخشا تھا ضبطِ غم
اوراد میں کبھی، کبھی مشغول ذکر میں
خاموش دیر تک کبھی بھائی کی فکر میں

۴۶
قدموں سے جب لپٹتی تھی آکر سکینہ جاں
منہ اُس طرف سے پھیر کے روتی تھیں بیبیاں
کہتی تھی رو کے وہ مرے عمو گئے کہاں
لوگو کسی کو میری صعوبت کا بھی ہے دھیاں
کس سے کہوں کہ پیاس کے صدمے بڑے ہوئے
لو دیکھ لو زباں میں ہیں کانٹے پڑے ہوئے

۴۷
پیاری جو تھی حسینؑ کی ازبس وہ گلعذار
منہ چومتی تھیں آپ سکینہ کا بار بار
کہتی تھی یوں پھوپھی سے لپٹ کر بہ ین زار
پانی کہیں سے دو کہ نکلتی ہے جانِ زار
لکھی تو یہ بھی تھی مری دادی کے مہر پر
کیوں خوش تھے سب کے ہم اترے ہیں نہر پر

www.emarsiya.com

کہتے تھے یوں محمدؐ و عونِ فلک جناب
اب کوئی دم میں آتی ہے خیمے میں مشکِ آب
۴۸
بیکار کر رہی ہو سکینہ یہ اضطراب
پانی کی کیا بساط ہے مل جائے گا شتاب
بھولے اُسے جو کہہ گئے اپنی زبان سے
کب تک یہ ضبط میں تو گئی اپنی جان سے

وہ بھی تو مجھ سے کہتے تھے اکبرؑ کے میں نثار
روؤ نہ بہرِ آب جو کرتی ہو مجھکو پیار
۴۹
جان آئی لب پہ تو بھی نہ روئی میں زینہار
اب تو بغیر آب کے دل کو نہیں قرار
کیوں کر کہوں نہ اشک سے دامن بھگوؤں گی
اچھا یہاں وہ آئیں تو میں خوب روؤں گی

بھولے ہوئے ہیں مجکو چچا جان بھی جلا
کیوں کر نہ اُن سے پیاری بھتیجی کو ہو گلا
۵۰
لی مجھ سے مشک، اُن کی محبت کے میں فدا
اب تک نہ آئے دیکھتی ہوں کب سے راستا
روؤں نہ کیوں کہ پیار بھی میرا اٹھا دیا
اب تو سکینہؑ جان کو سب نے بھلا دیا

زینبؑ یہ کہتی ہیں کہ نہ روؤ پھوپھی نثار
صدقے ہو پیاری بیٹی پہ عمو کی جانِ زار
۵۱
سب بھائیوں کو تم سے محبت ہے بے شمار
ایسا وہ کون ہے جو بھلائے تمھارا پیار
لو تم تو جان و دل ہو شہِ مشرقین کی
کہنے کو سب ہیں روح تمہیں ہو حسین کی

www.emarsiya.com

ہاں اس میں کیا کلام کہ حد سے سوا ہیں یہ
سہتے وہی ہیں رنج جو ہوتے ہیں حق شناس
امت کی مغفرت کی لگاؤ خدا سے آس ۵۲
اس کام کے لئے جو یہ دکھ ہیں تو کیا ہراس
مانگو دعا کہ مطلب دل سب حصول ہوں
یارب ہم اہل بیت کے ہدیے قبول ہوں

دیکھو تو حال زار شہنشاہ بحر و بر
کیا کیا جفا و جور ہوئے اف نہ کی مگر
خیمے میں آئے تھے تو لہو سے قبا تھی تر ۵۲
تھا پیاس کا خیال نہ زخموں پہ تھی نظر
صدموں کا ذکر تھا نہ شکایت کا نام تھا
شفقت سے مرحمت سے دعاؤں سے کام تھا

بیٹی انہیں کی تم ہو سکینہ پھوپھی نثار
سمجھو کہ آج دکھ میں ہیں کیوں شاہ نامدار
امت تمہارے جد کی بہت ہے خطا شعار ۵۳
سہتے ہیں آج رنج کہ کل ہو وہ رستگار
بندے ہیں اس کے زور ہمارا نہیں کوئی
مرضی یہی خدا کی ہے چارا نہیں کوئی

ننھے سے ہاتھ اٹھا کے یہ معصوم نے کہا
ہاں اپنے بابا جان کی میں پیاس کے فدا
زخمی بہت ہیں پیاس بھی ہوگی انہیں سوا ۵۴
پھر کب سے دھوپ میں ہیں شہنشاہ کربلا
سنتی ہوں میں کہ یاور و ناصر گذر گئے
اچھا بتاؤ قاسم و اکبر کدھر گئے

www.emarsiya.com

بیٹھے ہوئے تھے سر کو جھکائے حرم تمام
اتنے میں آئے خیمۂ اقدس میں خود امام
۵۵
خوں بہہ رہا تھا جسم سے کپڑے تھے سُرخ فام
زخموں سے تھا فگار سراپا وہ تشنہ کام

بچے جھکے حضور کی تسلیم کے لئے
سب بیبیاں کھڑی ہوئیں تعظیم کے لئے

دیکھا حرم نے آپ کا جس دم یہ حال زار
صدمے سے کانپنے لگی ہر ایک سوگوار
۵۶
زینبؑ کو جوشِ غم سے نہ باقی رہا قرار
بھائی سے رو کے کہنے لگی وہ جگر فگار

زخموں سے چور فاطمہؑ کا لال ہوگیا
بھیا بہن نثار یہ کیا حال ہوگیا

اللہ ایک جان کے لینے کی اور یہ کد
آخر ہم اہل بیت سے کس بات کا حسد
۵۷
یہ انتہا کا ظلم یہ ہے دشمنی کی حد
ہم نے بجز دعا نہ کہا کوئی حرفِ بد

سب گھر رسولؐ پاک کا ماتم سرا ہوا
دم بھر میں صاف ہوگیا کنبہ بھرا ہوا

یہ کہہ کے غش ہوئی جو وہ مخدومۂ انام
دوڑیں سنبھالنے کے لئے بیبیاں تمام
۵۸
گھبرا کے جلد بیٹھ گئے خاک پر امام
منہ پر پھرا کے ہاتھ کیئے اس طرح کلام

بچے ہلاک ہوتے ہیں اتنا نہ غم کرو
زینبؑ اس اضطراب کو للہ کم کرو

www.emarsiya.com

لو مل تو لو کہ آئے ہیں رخصت کو تم سے ہم ۵۹ ہے سر پہ موت، زندگی بے بقا ہے کم
دیدار ہے عدم کے مسافر کا مغتنم اب کوئی دم میں حلق ہے اور خنجرِ ستم
خالق کے عاشقوں سے سعیدوں سے جا ملوں
زینبؑ دعا کرو کہ شہیدوں سے جا ملوں

دو مجکو جلد لا کے کوئی خلعتِ کہن ۶۰ تا ہو مرے لئے دمِ آخر یہی کفن
لو تم تو مضطرب ہوئی جاتی ہو اے بہن باقی بہت ہیں درد و غم و صدمۂ محن
تقلید اگر کرو گی نہ صبرِ بتولؑ کی
کس طرح بخشی جائے گی امت رسولؐ کی

یہ دیکھ کر جو حال سکینہؑ کا تھا تغیر ۶۱ لپٹی ہوئی تھی پشتِ مبارک سے وہ صغیر
پیوستہ تھے جو جسم میں حضرتؑ کے چند تیر گھبرا کے کھینچتی تھی انھیں وہ مہِ منیر
بچوں کو دیکھ دیکھ کے شرمائی جاتی تھی
کھنچتے نہ تھے جو تیر تو گھبرائی جاتی تھی

کہتے تھے مسکرا کے یہ شاہنشہ زماں ۶۲ دکھتے ہیں زخم باپ کے بی بی نہ دو تکاں
کھنچ آئیں تیر تم میں یہ طاقت بھلا کہاں ناحق ہلاک ہوتی ہو بہنے دو میری جاں
امت کے بخشے جانے کی حق سے دعا کرو
کھنچ آئیں گے یہ تیر نہ آہ و بکا کرو

www.emarsiya.com

سننا تھا یہ کہ اور بھی صدمہ ہوا سوا ٦٣ لپٹی گلے سے آ کے سکینہؑ بہ صد بکا
شدت سے تشنگی کی نکلتی نہ تھی صدا ٹھہری گلے میں سانس تو مشکل سے یوں کہا
للہ دیکھئے مرے حالِ خراب کو
جانے نہ دوں گی خیمے کے باہر جناب کو

حضرت نے منہ کو چوم کے بیٹی کے تب کہا ٦٤ عاقل جو ہیں وہ ضد نہیں کرتے ہیں بی فدا
ظلم و ستم کی حد کہ جفا کی ہو انتہا پھر اس میں دخل کس کو ہو مالک کی جو رضا
نعمت ہے صبر یوں اسے کھونا نہ چاہیئے
بچوں کو بھی پکار کے رونا نہ چاہیئے

ٹھہروں جو میں یہاں نہ کروں جا کے کارزار ٦٥ آجائیں گے قنات کے اندر یہ نابکار
مردوں کو جی چرانے سے ہوتا ہے ننگ و عار لو پھر جناب جانے دو! بی بی یہ میں نثار
لڑ بھڑ کے اِن سے خلد میں جس وقت جائیں گے
واں کچھ دنوں کے بعد تمہیں بھی بلائیں گے

گویا ہوئی یہ سن کے وہ بچی بہ اضطراب ٦٦ ہاں بابا جان! خلد میں چلیئے بس اشتاب
کیا دشمنوں کا حال کیا پیاس نے خراب عباسؑ دیں گے آپ کو بھر بھر کے جامِ آب
جو کچھ ہیں نعمتیں وہ اسی سرزمیں میں ہیں
سنتی ہوں میں کہ وہ بھی بہشتِ بریں میں ہیں

www.emarsiya.com

(۶۷)
فرمایا ہاں! وہیں ہیں علمدارؑ میں نثار
اکبرؑ بھی باپ کا وہیں کرتے ہیں انتظار
اصغرؑ جو ڈھونڈھتا ہے وہاں مجھکو بار بار
کرتی ہیں حوریں گود میں لے لے کے اس کو پیار
مصروف چین دینے میں سب ہیں صغیر کے
ہاتھوں میں حوریوں کے کٹورے ہیں شیر کے

(۶۸)
یہ سُن کے اُٹھ کھڑی ہوئی جلدی وہ دل فگار
کی عرض مجکو لیتے چلو، تم پہ میں نثار
فرمایا یہ نہیں ہے ابھی حکمِ کردگار
چندے ضرور چاہیئے بی بی کو انتظار
جس وقت تک نہ داغِ یتیمی اُٹھاؤ گی
دنیا سے تم بہشتِ بریں میں نہ جاؤ گی

(۶۹)
ہر وقت صبر و شکر سے لازم ہے تم کو کام
امت کی مشکلوں کا ہوتا جلد انصرام
بی بی کے جد پاک ہیں شاہنشہِ انام
سمجھو کہ ہے رضائے خدا میں تمہارا نام
نعمت یہی تمہارے لئے ہے کہ غم سہو
گر مجکو چاہتی ہو تو کچھ دن ستم سہو

(۷۰)
چُپ ہو گئی غریب نہ کچھ مُنہ سے پھر کہا
فطرت میں آل کی تھی رضا جوئی خدا
با این کہ پیاس جان کئے دیتی تھی فنا
اس کا بھی پھر پدر سے نہ اُس نے کیا گِلا
کچھ اس طرح سے سہم کے خاموش ہو گئی
سمجھا یہ بیبیوں نے کہ بے ہوش ہو گئی

www.emarsiya.com

زینبؑ سے پھر یہ کہنے لگے سرورِ زمن ۔۔۔ لے آؤ جا کے خلعتِ کہنہ کوئی بہن
(۷۱)
امید ہے نہ پائے گا لاشہ مرا کفن ۔۔۔ ہے پردہ پوش ذاتِ خداوندِ ذوالمنن
کیا ڈر ہے جو دھجیاں ہوں سب بٹے ہوئے
شاید نہ لیں بدن سے یہ کپڑے پھٹے ہوئے

زینبؑ سے لے کے آپ نے پہنا پھٹا لباس ۔۔۔ بے وارثوں کے دل کو ہوا بے طرح ہراس
(۷۲)
مقتل کی سمت جانے لگا جب وہ حق شناس ۔۔۔ گھبرا کے دیکھنے لگیں رانڈیں بہ درد و یاس
فرمایا جس کو ہو یہ الم خوش نصیب ہے
لو بیبیو وداعِ حسینؑ غریب ہے

بانو بُھلاؤں گا نہ تمہاری کبھی وفا ۔۔۔ کیا کیا ستم سہے، نہ کیا تم نے کچھ گلا
(۷۳)
احسان سر پہ مادرِ قاسم کا لے چلا ۔۔۔ محسن ہے میری زوجۂ عباس مرحبا
زینب خدا کے حفظ و اماں میں دیا تمہیں
اس گھر کا ان یتیموں کا مالک کیا تمہیں

فضہؑ کھڑی تھی آپ کے آگے بہت نڈھال ۔۔۔ گردن خم اور کھلے ہوئے سر کے سفید بال
(۷۴)
کی عرض ہاتھ جوڑ کے اے فاطمہؑ کے لال ۔۔۔ بی بی یہ کہہ گئی تھیں مجھے وقتِ انتقال
رخصت جب آخری ہو مرے نورِ عین کی
میری طرف سے چومیو گردن حسینؑ کی

www.emarsiya.com

بی بی نے جو زباں سے کہا تھا وہی ہوا / ہے ہے یہی تو ساعتِ آخر ہے اب کھلا
۷۵
جُھک جائیے کہ چوم تو لوں چاند سا گلا / سیّد تری غریبی پہ لونڈی تری فدا
اب آپ ذبح ہونے کو میداں میں جائیں گے
ثابت ہوا کہ خیمے میں پھر کر نہ آئیں گے

کس بے کسی سے خم ہوئے شاہنشہِ انام / چوما تب اُس نے حلقِ امامِ فلک مقام
۷۶
غش کر گئی وفورِ الم سے وہ نیک نام / سمجھا یہ بیبیوں نے کہ قصّہ ہوئی تمام
جویا تھے سب کنیز کے حالِ تباہ کے
پکڑا جو ہاتھ آپ نے اُٹھی کراہ کے

سمجھا کے سب کو ڈیوڑھی کی جانب بڑھے حضور / پھیلی ضیا جلو میں چلا آفتابِ نور
۷۷
پردا اُٹھا، سحر کا اُفق سے ہوا ظہور / اک روشنی سی پھیل گئی رن میں دور دور
تھا صاف فرق مہر کے جلوے کے روپ میں
غل تھا کہ چاندنی نے کیا کھیت دھوپ میں

فاقے سے جھومتا تھا جلو خانے میں سمند / گردن جھکی تھی، ضعف سے آنکھیں کئے تھا بند
۷۸
غصہ جو تھا تو کانپتے تھے اُس کے جوڑ بند / جز حرب و ضرب اور کچھ اُس دم نہ تھا پسند
ہاتھ اپنا بڑھ کے آپ نے رکھا جو زین پر
خوش ہو کے مارنے لگا ٹاپیں زمین پر

www.emarsiya.com

۷۹
رکنِ رکینِ دینِ نبی جب ہوا سوار — کس شان سے چلا سوئے میداں وہ راہوار
یا لیں لٹک رہی تھیں کہ زلفیں تھیں مشک بار — ہیکل تھی یا کہ پہنے تھی گردن میں حور ہار
زیور برائے اسپ عرب کا رواج تھا
کلغی نہ تھی دھرا ہوا ہیرے کا تاج تھا

۸۰
وہ شان وہ شکوہ وہ مولا کی زیبِ زین — جاتے تھے بہرِ جنگ شہِ خیبر و حنین
جن و ملک کی بھیڑ ہے رستے کے جانبین — شوکت پکارتی ہے کہ اب آ چلے حسینؑ
اُس آفتابِ دیں کے لئے بے قرار ہے
ہر ذرہ راہ میں ہمہ تن انتظار ہے

۸۱
باندھی ہے قدسیوں نے جدا اک طرف قطار — روحانیوں کو ہے الگ آنے کا انتظار
احرار ہیں ہوا پہ زیارت کو بے قرار — حوریں لئے کھڑی ہیں جواہر پئے نثار
پرتو فگن جو مہرِ امامت کو پاتے ہیں
سب جھک کے کہہ رہے ہیں کہ تشریف لاتے ہیں

۸۲
منظور ہے کہ جلد ہو طے منزلِ عدم — گھوڑے کو ہے یہ حکم کہ کچھ تیز کر قدم
گھوڑا بھی جانتا ہے کہ ہے وقت مغتنم — ہے آخری سواریِ شاہنشہِ اُمم
حکمِ امام ہے سرِ مو کوئی بل نہ ہو
طاعت میں کوتہی تگ و دو میں خلل نہ ہو

www.emarsiya.com

ہرنے سے لے کے آپ نے ڈھیلی جو کی لگام ۸۳ رن کی طرف رواں ہوا سیدھا وہ خوش خرام
سمٹی سپہ بلا کی طرح فوجِ ردم و شام بل چل مچی صفوں میں کھلیں بیرقیں تمام
بڑھنے لگے قدم سپہ نابکار کے
اٹھنے لگے زمین سے تودے غبار کے

گھوڑوں کو ایڑ کر کے بڑھے بانیِ ستم ۸۴ شقے اُڑے، ہوا سے لچکنے لگے علم
کڑکوں کا شور سُن کے پیادے ہوئے بہم چمکی سروں پہ برق کہ تیغیں ہوئیں علم
ڈھالوں سے دن مثالِ شبِ تار ہو گیا
نیزے ہوئے بلند کہ نَے زار ہو گیا

جنبش ہوئی جو فوج کو ہلنے لگی زمیں ۸۵ سیل آئی موج خیز ہوا بحرِ آہنیں
آگے ہوئے صفوں سے یلانِ سیاہ کیں خالی تھی باغیوں سے نہ خس بھر کہیں زمیں
گھیرا جو چار سمت سے مردم نے راہ کو
تِل دھرنے کو جگہ نہیں ملتی نگاہ کو

کالے نشاں بلند کئے ہیں وہ بدعمل ۸۶ چنگاریاں ہوا میں ہیں یا برچھیوں کے پھل
تیغہ کمر میں باندھے ہے دو دو ہر ایک یل لشکر ہے یا کہ کھیت میں ہے ٹڈیوں کا دل
مغفر سروں پہ ہیں سپہ پرغرور کے
شعلے نکل رہے ہیں بھڑک کر تنور کے

www.emarsiya.com

۸۷
بزدل ہیں بدزباں ہیں غبی ہیں سخیف ہیں — کپڑے تو اِن کے صاف ہیں روحیں کثیف ہیں
کانوں کو ہو خراش وہ لہجے عنیف ہیں — افسر سپاہیوں کی نظر میں خفیف ہیں

انسانیت کا صرف بدن پر غلاف ہے
اِن وحشیوں میں طورِ درندوں کا صاف ہے

۸۸
جاہل ترین قوم کا ہے فوج میں ہجوم — بھولے نہیں ہیں کفر کے اس وقت تک رسوم
ترغیب دے رہے ہیں بن سعد و شمرِ شوم — ہیں اقتلوا الحسین کے نعرے علی العموم

ظلم و جفا کی سمت دراز اُن کے ہاتھ ہیں
اکثر خوشی سے بعض بہ اکراہ ساتھ ہیں

۸۹
کلمے ہیں وہ ثقیل کہ لگتی ہے دل پہ چوٹ — اظہارِ دشمنی میں نہ پردا نہ کوئی اوٹ
ہے طینتوں میں مکر و دغا اور دلوں میں کھوٹ — ابن زیادِ شوم کے وعدوں پہ لوٹ پوٹ

منکر خدا کے آلِ نبی سے پھرے ہوئے
مقہور آپ اپنی بلا میں گھرے ہوئے

۹۰
بجتے ہیں طبل و بوق صدائیں ہیں خوفناک — گھوڑے بھڑک بھڑک کے ہوئے جاتے ہیں ہلاک
جاتی ہے پھر پلٹتی ہے کاخِ فلک سے خاک — ہے گرد کا سمک سے گھٹا ٹوپ تا سماک

ڈھالیں ہیں یا کہ ابر کے ٹکڑے ہوا میں ہیں
نیزوں کے پھل نہیں ہیں ستارے گھٹا میں ہیں

www.emarsiya.com

تھرا رہے ہیں خوف سے دل بولتا ہے رن — شیروں کے بھی حواس ہوئے جاتے ہیں ہرن
۹۱
آگے ہر اک پرے کے ہے کڑکیت نعرہ زن — ایک ایک اپنے زعم میں ہے پیلِ صف شکن
فولاد پوش بادۂ نخوت پیے ہوئے
بل کر رہے ہیں گرزِ گراں سر لیے ہوئے

ساماں اُدھر یہ ہیں، تن تنہا ادھر حضور — قاسمؑ جلو میں ہیں نہ علی اکبرؑ غیور
۹۲
کس کو نہیں یہ علم کہ سید ہے بے قصور — تدبیریں ہیں قتل کی سرگرم اہلِ زور
لرزہ فلک کو ہے تو تزلزل زمیں کو ہے
سید کی جان لینے کی دھن ہر لعیں کو ہے

روکے کھڑے ہیں اسپ شہنشاہِ ارجمند — اس شور و شر کو دیکھ کے بیتاب ہے سمند
۹۳
پا کھر میں بے قرار ہے یوں اسپ سربلند — ضیغم ہو جس طرح قفسِ آہنیں میں بند
تیور سے آشکار ہے اُس راہوار کے
رُکتا ہے صرف پاسِ ادب نے سوار کے

چمکار کر یہ کہتے ہیں شاہنشہِ اُمم — کیوں کانپتا ہے غیظ سے اے ذوالجناح تھم
۹۴
یہ رہگذارِ عشق ہے بے جا نہ رکھ قدم — چلنا یہاں ملا تو سمجھ اس کو مغتنم
جور و ستم ہوں لاکھ مگر اُف نہ چاہیے
اپنی طرف سے کوئی تصرف نہ چاہیے

www.emarsiya.com

۹۵
کس درجہ مطمئن ہے وہ سلطانِ حق شناس گویا کہ غیر دوست نہیں کوئی آس پاس
اس دم سوائے ذاتِ امامِ فلک اساس جنات کیا ملک کے بھی قائم نہیں حواس
مصروف یادِ حق میں لب و چشم و گوش ہیں
رحم و کرم کے ساتھ شجاعت کے جوش ہیں

۹۶
کی عرض ہاتھ اٹھا کے کہ اے ربِ ذوالجلال مجبور ہے دغا پہ یہ عبدِ شکستہ بال
ہے تیری ہی رضا کا ہر اک حال میں خیال تعمیلِ حکم یہ بھی ہے کرتا ہوں جو قتال
سچ ہے ترے سوا کوئی اپنا مدد نہیں
موقع سے ہوں تو صبر و شجاعت میں ضد نہیں

۹۷
کھینچی یہ کہہ کے میان سے مولا نے ذوالفقار نکلی چمک کے ابر سے وہ برقِ بے قرار
پھر ہاتھ میں اٹھا کے وہ شمشیرِ آبدار فرمایا اے گروہِ جفا جو و فتنہ کار
بابا مرا علیؑ شہِ دُلدُل سوار ہے
بازو بھی یہ وہی ہے وہی ذوالفقار ہے

۹۸
جھومے یہ کہہ کے جوش میں مولائے خوش خصال یاد آگئے علیؑ ولی شیرِ ذوالجلال
گھوڑا بڑھا تو ہلنے لگا عرصۂ قتال لرزہ چڑھا زمیں کو لرزنے لگے جبال
افواج کا وہ طنطنہ وہ شور و شر گیا
ہیبت سے آفتاب کا چہرہ اتر گیا

www.emarsiya.com

حیرت ہے سب کو دیکھ کے یہ حُسنِ لاجواب
چھپّن برس کی عمر میں پلٹا ہے پھر شباب ۹۹
رخسار سرخ ہیں کہ شفق رنگ آفتاب
ما تھا ہے یا کہ نورِ تجلیٰ ہے بے نقاب
مطلوب خاص کیوں نہ ہو کُل کائنات کا
الحق کہ آئینہ ہے یہ حُسنِ صفات کا

دیباچہ صحیفۂ قدرت ہے یہ جمال
مرآتِ حسن عینِ حقیقت ہے یہ جمال ۱۰۰
مصباحِ جلوۂ احدیت ہے یہ جمال
حقا کہ شمعِ محفلِ وحدت ہے یہ جمال
جو ہے ادب سے آپ کے سر در سجود ہے
پڑھ اے زباں درود کہ وقتِ درود ہے

کیا جاں فزا ہے نکہتِ گیسوئے مشک سو
مٹی ہے اس کے آگے عبیر و زباد و عود ۱۰۱
پیدا کرے جو خلد میں شب خالقِ ودود
ایسی ہو دل پذیر سیاہی کی کب نمود
غلماں کے واسطے یہ شبِ انتظار ہے
اس پر سوادِ دیدۂ حور انثار ہے

آنکھیں حضور کی ہیں کہ جامِ مئے مراد
کرتے ہیں جن پہ جان تصدق خوش اعتقاد ۱۰۲
کیوں کر بھلا نہ چشم کا ہو مرتبہ زیاد
حسن آفریں نے آپ بنایا ہے ان پہ صاد
رہ رہ کے ہو رہا ہے یہ ثابت نگاہ سے
واقف ہیں سب کے بختِ سفید و سیاہ سے

www.emarsiya.com

۱۰۳
یکجا ہیں لطف و مہر و وفا جلّ شانہٗ
بیمار و بہرِ غیر شفا جلّ شانہٗ
باہم ہیں قہر و رعب و عطا جلّ شانہٗ
بیباک اور یہ شرم و حیا جلّ شانہٗ
خالق نے رحم و لطف ملایا ہے قہر میں
آنکھیں ہیں یا گھُلا ہوا امرت ہے زہر میں

۱۰۴
عمامۂ رسول ہے مولا کے زیب سر
کاندھے پہ ہے عبائے محمدؐ جو جلوہ گر
پھولوں کا تاج فرق پہ رکھے ہے باقمر
ساطع وہ نور ہے کہ ٹھہرتی نہیں نظر
پوشیدہ ہیں عبا میں بر و کتف و دوش بھی
امت کے خیر خواہ بھی ہیں پردہ پوش بھی

۱۰۵
وہ تیغ سر شگاف چمکتی ہوئی وہ ناب
صافی مثالِ آبِ رواں ہے یہ برق تاب
پردے میں دو ہلال کے مخفی ہے آفتاب
جوہر نہیں ہیں نور کے دریا میں ہیں حباب
ملتا جو ہے شفق سے اس الماس گوں کا رنگ
قتل عدو کی عید ہے کھیلا ہے خوں کا رنگ

۱۰۶
پانی پلا رہی تھی عجب آب دار تھی
دھارا تھا بحرِ موت کا یا اس کی دھار تھی
بے شک نمونۂ غضبِ کردگار تھی
کچھ تم کو یاد ہے یہ وہی ذوالفقار تھی
جس نے اُحد میں خون کے دریا بہائے تھے
کشتی میں رکھ کے عرش سے جبریلؑ لائے تھے

www.emarsiya.com

www.emarsiya.com

لختے لہو کے مُنہ سے اگلنے لگے شریر — گویا تھا اس کا ریزۂ الماس سے خمیر
۱۰۷ صف پر چلی جو تیغِ شہِ آسماں سریر — تا دُور صاف کھنچ گئی اک نور کی لکیر
ہر مرتبہ چمک میں نئی آن بان تھی
پرتو تھا اس کا یا خطِ ابیض کی شان تھی

سر ہو گئی وہ فوج یہ سیفی جدھر چلی — یہ کیا چلی کہ موت کی گویا خبر چلی
۱۰۸ صرصر چلی خزاں میں کہ تیغِ دو سر چلی — اتنا ہی زہر پھیل گیا جس قدر چلی
غل تھا خدا بچائے ہمیں اس جھپیٹ سے
افعی نے اپنے پاؤں نکالے ہیں پیٹ سے

رفرف کا ذوالجناح پہ ہوتا تھا اشتباہ — سرعت پہ جوڑ بند کی ترکیب تھی گواہ
۱۰۹ طے کی جو تھی طریقِ ہدایت کی اس نے راہ — مکاریوں کی چال سمجھتا تھا وہ گناہ
رستہ جو کفر و دیں کا کسی جا اُلجھ گیا
جب اس کا پاؤں بیچ میں آیا سُلجھ گیا

وہ تھوتھنی سیاہ وہ زیبا گھنی ایال — معشوقِ سبزہ رنگ نے کھولے تھے سر کے بال
۱۱۰ وہ پاؤں تول تول کے رکھنا بصد جلال — پھرتی ہر ایک جوڑ میں اُمڈا ہوا جمال
تھے وہ ہوا پرست نہ اپنے حواس میں
پھرتی تھی بادِ تند پری کے لباس میں

۱۱۱

جاتا تھا راہِ حق کی طرف حق نیوش تھا — اِس گھر کا خانہ زاد تھا یہ مہر کوش تھا
جان دار تھا اصیل تھا باعقل و ہوش تھا — آنکھیں اُبل پڑی تھیں یہ ایماں کا جوش تھا
عالم میں بے مثال تھا اس کی مثال کیا
خود آدمی میں یہ صفتیں ہوں مجال کیا

۱۱۲

کرتا تھا ایک سانس میں سارے جہاں کی سیر — اڑتا تھا اس طرح سے ہوا میں کہ جیسے طیر
اپنوں میں اس پہ گر کوئی اسوار ہو تو خیر — چڑھنا کجا رکاب میں رکھتا قدم تو غیر
تھا خانہ زاد بادشہِ مشرقین کا
اِس غیظ میں بھی پاسِ ادب تھا حسین کا

۱۱۳

اللہ رے شوخیاں کہ نہ تھا امتیازِ رنگ — ٹھہرے تو ہو تمیز کہ سبزہ ہے یا سرنگ
ہو کیا بیاں کہ کیا تھا وہ شبدیز وقتِ جنگ — چیتا کسی جگہ کہیں ضیغم کہیں پلنگ
حد ہے کہ یہ یقیں تھا خود اہلِ نفاق کا
ڈالا ہے منہ پہ برق نے برقع براق کا

۱۱۴

ابریشمی وہ جلد وہ پٹھے بھرے بھرے — لشکر کے سب سوار تھے اس سے ڈرے ڈرے
حیرت سے کہہ رہے تھے ملائک کے یوں پرے — اللہ جس کو چاہے یہ خوبی عطا کرے
صانع کے کارخانۂ قدرت میں بس کہاں
سرعت سہی ہوا میں یہ پیش و پس کہاں

www.emarsiya.com

چلنے لگی جو تیغِ قضا دم اِدھر اُدھر ۱۱۵ فوجیں ہوئیں تباہ تو لشکر تتر بتر
بڑھتے تھے پھر پلٹتے تھے گھبرا کے اہلِ شر لشکر میں ایک صف کی نہ تھی ایک کو خبر
گھر جل رہے تھے آگ قضا نے لگائی تھی
جس صف پہ برق کوند کے آئی صفائی تھی

شورش تھی لشکرِ حلب و شام و روم میں ۱۱۶ تھا ایک کو حواس نہ اُس فوجِ شوم میں
پژمردہ مثلِ برگ تھے بادِ سموم میں ٹکرا رہا تھا ایک سے ایک اُس ہجوم میں
کیا ہو سکے جو برقِ غضب کوندنے لگے
آپ اپنے بسملوں کو عدو روندنے لگے

اُس غول میں جو چترِ زری پر پڑی نظر ۱۱۷ حضرت جہاد میں متوجہ ہوئے اُدھر
نعرہ کیا کہ او پسرِ سعدِ بدگہر دعویٰ ہو افسری کا مگر خوف اس قدر
او کور چشم جنگ سے روپوش ہو گیا
نعرے مرے سنے تو گراں گوش ہو گیا

دل بیدلوں کے ہوں کہ سواروں کی ہو قطار ۱۱۸ ان کے لئے تو بس ہے یہی دستِ رعشہ دار
دیکھی ہنر برشِ شیرِ الٰہی کی کارزار پیاسی ترے لہو کی ہے یہ تیغِ آب دار
کچھ دور ہوں تو یہ نہ سمجھنا نہیں ہوں میں
ہر جس پرے سے تو نے نکالا وہیں ہوں میں

www.emarsiya.com

۱۱۹ چھپنے لگا یہ سنتے ہی ڈر سے وہ بدعمل — یہ دیکھ کر ہنسا بہت اک خوں گرفتہ یل
بولا شقی بگڑ کے یہ ہنسنے کا ہی محل — ہنستا ہی مجکو دیکھ کے تُو تو بھلا نکل
انساں ہی دیکھنے کو یہ قہرِ خدا بھی ہی
سر جا کے کاٹ لا تو ہنسی کا مزا بھی ہی

۱۲۰ طیش آگیا اُسے جو سُنا طنز کا کلام — نکلا صفوں کو چیر کے تولے ہوئے حسام
دانتوں سے ہونٹ داب کے لی رخش کی لگام — جان آگئی دلوں میں صفیں جم گئیں تمام
دیکھا جلال میں جو شہِ خاص و عام کو
نیزہ لیا نیام میں رکھ کر حسام کو

۱۲۱ ای جوشِ طبع شان و شکوہِ سخن دکھا — زخموں کے گُل کھلے ہوں جہاں وہ چمن دکھا
برسیں جہاں لہو کے گہر وہ عدن دکھا — ای تیغِ ذوالفقار علی کا چلن دکھا
دہشت سے آسماں کا بندھا دھیان ٹوٹ جائے
ہاتھوں سے ڈر کے صورِ سرافیل چھوٹ جائے

۱۲۲ گھوڑا بہت لحیم و شحیم اُس کا پر سڈول — خود اُس شقی نے دیو کا پایا تھا ڈیل ڈول
صحرا میں غول بھی اُسے دیکھے تو آئے ہول — معیوب جسم فعل زبوں دل خراش قول
اس درجہ وہ قوی تھا ہر اک نابکار سے
گھوڑے کی پسلیاں نکل آئی تھیں بار سے

www.emarsiya.com

چنگھاڑ کر ہوا جو مقابل وہ نابکار (۱۲۳) کانپی زمیں تو آگئے جنبش میں کوہسار
اُچھل ہوا فلک، یہ اٹھا دشت میں غبار تا آسماں پہونچ گئی آوازِ گیر و دار
دل بڑھ گئے تو چار طرف چھا گئے شقی
گھوڑے بڑھا بڑھا کے قریب آگئے شقی

نیزے کی زد سے بھی وہ شقی تھا قریب تر (۱۲۴) انیاں دکھا رہا تھا ادھر اور کبھی اُدھر
بڑھتا تھا، پھر جھجک کے پلٹتا تھا حیلہ ور اِن شورشوں کا آپ پہ کیا ہو بھلا اثر
غصے میں گو کہ وار ہر اک تھا تُلا ہوا
تھا ہر جگہ سے ٹھاٹھ شقی کا کھلا ہوا

حد سے سوا جو پاؤں بڑھانے لگا جہول (۱۲۵) آیا جلال، خاطرِ اقدس ہوئی ملول
قبضے پہ ہاتھ رکھ کے بڑھا دلبرِ رسول چاہا حضور نے کہ نہ ہو اِس وغا میں طول
حد سے جو بڑھ گیا تھا وہ فتنہ فرو کیا
نیزے کو ایک وار میں حضرت نے دو کیا

جھلا کے اُس نے ڈانڈ کو پھینکا زمین پر (۱۲۶) پہونچا بہ غیظ تانے ہوئے گرز گاؤ سر
حضرت نے بائیں ہاتھ سے بڑھ کر بہ کر و فر جھٹکا دیا جو اُس کی کلائی مروڑ کر
سمجھا شقی کہ ہاتھ نہ رہ جائے ٹوٹ کر
آخر گرا وہ گرز بھی پنجے سے چھوٹ کر

www.emarsiya.com

(۱۲۷)
کچھ دیر کی جو ردّ و بدل تھک گیا مُضِل — کھائی جو بھی شکست تو تھا سخت منفعل
چند افسروں نے بڑھ کے بڑھایا جو اُس کا دل — تلوار لے کے آگیا حضرت کے متصل
ہر چند ڈر سے جان نہ تھی اُس کی جان میں
فخریہ چند شعر پڑھے اپنی شان میں

(۱۲۸)
حضرت نے مسکرا کے صدا دی کہ آگے آ — ہاں وار کر کہ دل کا نکل جائے حوصلا
نامرد اپنی جا سے بصد خشم کچھ بڑھا — تھا بسکہ سر میں جوشِ جوانی، برس پڑا
بزدل کا کیا اثر ہو شہِ نامدار پر
سب وار تن کے روک لئے ذوالفقار پر

(۱۲۹)
اُٹھتا تھا چار سمت جو تعریف کا غریو — بڑھ بڑھ کے چیرہ دست ہوا اور بھی وہ دیو
کافر نے ریت پر جو جمائی تھی اپنی نیو — تھا خدع و مکر سر میں تو دل میں ہزار ریو
خالی سمجھ کے سینہ و سر تاکنے لگا
کافر جھجک کے پاؤں کمر تاکنے لگا

(۱۳۰)
یوں کر رہا تھا وار بہ عجلت جو خیرہ سر — حضرت بھی مسکراتے تھے بدبیں کو دیکھ کر
گھوڑا بھی بدحواس تھا خود بھی عرق میں تر — عرصہ جو کچھ ہوا تو تھکا خود وہ فتنہ گر
چاہا بہت پہ بس نہ چلا نابکار کا
رہ رہ کے ڈھونڈنے لگا رستہ فرار کا

www.emarsiya.com

گھوڑے پہ چست ہوکے لیا آپ نے قرار — لی اپنے بائیں ہاتھ میں شمشیرِ آبدار
چمکائی تیغ، خیرہ ہوا چشمِ نابکار — سمجھا شقی کہ برق ہوئی سر پہ شعلہ بار (۱۳۱)
کافر کے تن کو دامِ اجل نے جکڑ لیا
جھکی نظر تو آپ نے بازو پکڑ لیا

تھی انگلیاں کہ پنجۂ گیرائے شیرِ نر — بازو سے خون بہنے لگا پھوٹ پھوٹ کر
ہاتھ اپنا اُس گُراز نے کھینچا بہت مگر — حضرت نے صاف اُٹھا لیا اُس کو بہ کرّوفر (۱۳۲)
سُبکی سے یوں بلند کیا نابکار کو
جس طرح مُنہ میں شیر اٹھالے شکار کو

یوں کانپتا تھا ہو کے معلق وہ خود پسند — تھرائے جیسے رُک کے ہوا پر کوئی پرند
جنبش جو دی تو ٹوٹ گئے اُس کے جوڑ بند — بولے دکھا کے فوج کو سلطانِ ارجمند (۱۳۳)
اتنا تو کھل گیا کہ قوی ہی جوان ہی
کیا سب سے چیرہ دست یہی پہلوان ہی

ہر کس طرف نہاں پسرِ سعد فتنہ گر — کیا ہی جو اپنے دوست کی لیتا نہیں خبر
مجکو تو خود ہی شوقِ شہادت عبث ہے پر — اب تو جدھر بتائے اِسے پھینک دوں اُدھر (۱۳۴)
اِس دستِ مرتعش میں خداداد زور ہی
آنکھوں سے دیکھ دیدۂ باطن جو کور ہی

www.emarsiya.com

پھینکا یہ کہہ کے فوج کی صف میں جو ایک بار ۱۳۵ لنگر سے اُس کے ہل گیا میدانِ گیرودار
سر پر گرا تو ہو گئے بے جاں کئی سوار تھا سر سے تا بہ ناخنِ پا چور نابکار
ہر عضو یوں پسا ہوا اُس کینہ جو کا تھا
گویا شقی جما ہوا تھالا لہو کا تھا

تکبیر کہہ کے آپ ہوئے صدرِ زیں پہ خم ۱۳۶ کی عرض ہاتھ جوڑ کے یا رب ترا کرم
کیا اُس کی ہست و بود جو اک مور سے ہو کم لائیں کہاں سے شکر و ثنا کو زبان ہم
فاقے سے جی ہیں جی ہے نہ قابو میں جان ہے
اُس پر دیا یہ زور فقط تیری شان ہے

وہ یوں لڑے شہید ہو جس کا جواں پسر ۱۳۷ وہ یوں لڑے عزیز ہوں سب جس کے خوں میں تر
وہ یوں لڑے بچھڑ گئے سب جس کے ہم سفر وہ یوں لڑے جسے کہ نہ آتا ہو کچھ نظر
بندے کو دخل کیا ہے جو چون و چرا کرے
سب کچھ ترا ہے جو جسے چاہے عطا کرے

مشغولِ شکرِ رب تھے امامِ فلک جناب ۱۳۸ آئے کمیں میں چھپکے کئی خانماں خراب
دیکھا کہ اس طرف متوجہ نہیں جناب تیغوں کے وار سر پہ لگائے بہ صد شتاب
سینے کو توڑ توڑ کے ناوک نکل گئے
بازو پہ وار نیزہ و خنجر کے چل گئے

www.emarsiya.com

آنکھوں میں بھر گیا جو سرِ پاک کا لہو ۔ دامن سے پونچھنے لگے شبیرِ نیک خو
گردن پھرا کے آپ نے دیکھا جو چار سو ۔ مارا کسی شریر نے گرز آکے رو برو (۱۳۹)
پھینکا کسی نے سنگ تو تیورا گئے جناب
پشتِ فرس سے سوئے زمیں آگئے جناب

اس بے کسی میں کون ہے آکے جواب بجائے ۔ بے یار و بے دیار مسافر کسے بلائے
چاروں طرف ہیں خون کے پیاسے صفیں جمائے ۔ ہوتے ہیں قتل سیدِ مظلوم، ہائے ہائے! (۱۴۰)
اس اژدہام میں بھی حرم کا خیال ہے
خیموں کو دیکھتے ہیں بہ حسرت یہ حال ہے

تاریخ معتبر میں ہے اس طرح سے رقم ۔ تھے قبلہ رو جو ذبح ہوئے سیّدِ اُمم
سونگھا گلوئے شاہ کو گھوڑے نے ہو کے خم ۔ نیزے پہ سر چڑھا شہِ بیکس کا، ہے ستم! (۱۴۱)
صیحہ کیا تو دشتِ وغا کانپنے لگا
صحرائے قتل خاک سے منہ ڈھانپنے لگا

لو ختم مرثیہ ہوا رکھ دو قلم کو شاد ۔ لازم ہے تم کو شکر کہ پایا دُرِ مراد
بھولے گا حشر میں نہ تمھیں خالقِ جواد ۔ دے گا خدا ئے کون و مکاں جنت العباد (۱۴۲)
اپنوں نے قدر کی نہ تمھاری تو غم ہے کیا
اللہ نے دیا تمھیں سب کچھ، یہ کم ہے کیا

www.emarsiya.com